ہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخ کو قادیان سے نکلتا ہے۔

ایل نمبر ۲۲۹۶،

سالانہ زرِ چندہ پیشگی ۳ روپیہ

قیمت فی پرچہ ۱ پیسہ

اخبار بدر قادیان

ایڈیٹر قاضی محمد اسلم ایم اے طلباء

جلد ۱۶ (۱۳) قادیان مورخہ ۲۰ جون ۱۹۲۸ء مطابق یکم محرم ۱۳۴۷ھ نمبر ۱۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالامان کی خبریں

(۱) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت ہیں۔ الحمد للہ (۲) ۱۷ جون کے جلسوں کے متعلق اسوقت تک جو خبریں موصول ہوئی ہیں۔ وہ بجز چند بدقسمت مقامات گوجرانوالہ۔ امرتسر۔ بٹالہ۔ گجرات سب جگہ نہایت کامیاب جلسے ہوئے۔ جنمیں ہر فرقہ کے مسلمان اور غیر مسلم طبقوں سے معزز غیر متعصب تعلیم یافتہ اصحاب نے شامل ہو کر آنحضرت صلعم کی خوبیوں پر لیکچر دیئے۔ مستورات نے بھی قریباً قریباً ہر شہر میں یہ بابرکت جلسہ کیا۔ اور نہایت دلچسپی سے حصہ لیا۔ لاہور میں مسلم خواتین نے ٹاؤن ہال میں زیر صدارت اہلیہ صاحبہ سر عبدالقادر بالقابہ صبح سے گیارہ بجے قبل دوپہر تک جلسہ کیا۔ جسمیں بروایات مختلفہ سے نو سو تک معزز خواتین جمع ہوئیں۔ اور رات کے ۸ بجے مردانہ جلسہ باغ بیرون موچی دروازہ میں منعقد ہوا۔ جس کے صدر سر عبدالقادر صاحب سلمہ اللہ تھے جو ۱۲ بجے رات تک رہا۔ دو ہندو اصحاب نے بھی قابل شکریہ لیکچر دیئے۔ تعداد سامعین سات آٹھ ہزار کے قریب تھی۔ شہر انبالہ میں بھی معزز ہندو صاحبان نے لیکچر دیئے۔ اور مسلم غیر مسلم اصحاب سب شامل ہوئے۔

گوجرانوالہ اور بٹالہ میں پوری طاقت کے ساتھ اندرونی مخالفین کا پروپاگنڈا کام کر رہا تھا اور اس مبارک تقریب کو ہر کوشش سے ناکامیاب اور بے رونق کرنے میں حصہ لیا۔ جلسوں میں آنیوالے لوگوں کو نہایت سختی اور بیحیائی سے روکا گیا۔ امرتسر میں مسجدی ملانوں نے شور و غل کر کے اپنے آپ کو ذلیل کرایا۔ بٹالہ میں علمبرداران خلافت نے ناخنوں تک زور لگا کر لوگوں کو جلسے میں آنے سے روکا ہر قریب کے شہروں میں مختلف قسم کے مخالفانہ ٹریکٹ اور اشتہار تقسیم کئے۔ سیالکوٹ میں نہایت کامیاب جلسہ ہوا۔ جس میں سب مسلمان شریک تھے۔ دہلی میں قریباً دس بارہ ہزار کا مجمع ہوا۔ اور کامیاب لیکچر ہوئے۔ ہر شہر میں معزز طبقہ رؤسا و تعلیم یافتہ بزرگان نے شمولیت کر کے فراخدلی کا نمونہ دکھایا۔

قادیان دارالامان میں صبح ۹ بجے سے کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ سب سے پہلے مستورات کا جلسہ زیر اہتمام لجنۃ اماء اللہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں پر رونق ہوا۔ جس میں مستورات نے خوب لیکچر دیئے۔ اور نظمیں پڑھی گئیں۔ جس میں قادیان کی بعض ہندو مستورات بھی شریک ہوئیں۔ اسی دوران میں مردانہ جلوس ۷½ بجے بڑی شان سے نکلا۔ جس میں متعدد الگ الگ پارٹیاں نعت خوانی کرتی تھیں۔ یہ جلوس تعلیم الاسلام ہائی سکول کے گراؤنڈ سے روانہ ہو کر بڑے بازار اور احمدیہ بازار سے ہوتا ہوا محلہ دارالفضل کے آگے سے ہو کر مردانہ جلسہ گاہ میں ۹ بجے واپس آیا۔ جلوس کے ساتھ قادیان کے احمدی اور غیر احمدی اصحاب سب شریک ہوئے۔ پہلا اجلاس زنانہ احمدیہ سکولوں کے چھوٹے بچوں کا ہوا۔ جس میں ۲۰ بچوں نے جو مدرسہ احمدیہ اور دس ہائی سکول کے بچے لیکچرار تھے۔ دوسرا اجلاس زیر صدارت چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے سیال ناظر دعوۃ و تبلیغ منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں تعلیم الاسلام ہائی سکول اور جامع احمدیہ اور مدرسہ احمدیہ کے چند بڑی کلاسوں کے طلباء نے نہایت عمدگی سے لیکچر دیئے۔ تیسرا اجلاس جو ۲ سے ۵ بجے تک رہا۔ اس میں ہندو اور احمدی شعراء کا تازہ کلام سنایا گیا۔ چوتھا اجلاس بعد نماز عصر سے مغرب تک رہا۔ جسمیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ اور قربانیوں اور احسانات پر وہ بے مثل اور دلکش موثر تقریر فرمائی جو اپنی نظیر آپ ہی تھی۔ اور جن معارف اور حقائق اور واقعات حقہ پر وہ تقریر مشتمل تھی۔ سننے سے ہی تعلق رکھتی ہے امید ہے کہ وہ تقریر عنقریب شائع ہوگی۔ (۳) خاکسار ایڈیٹر فاروق گوجرانوالہ کے جلسہ پر گیا تھا۔ جہاں کے حالات انشاء اللہ اگلی اشاعت میں شائع کروں گا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُنیا کی خبریں

کپڑا بُننے کا فن سیکھنے والے گریجوایٹ درکار ہیں۔ محکمہ صنعت و حرفت پنجاب (لاہور) نے ایسے اشخاص سے درخواستیں طلب کی ہیں۔ جو سرکاری کارخانہ پارچہ بافی شاہدرہ میں بجلی سے چلنے والی کھڈیوں پر کپڑا بننے کا فن سیکھنے کے خواہشمند ہوں۔ اس کارخانہ میں تین جماعتیں قائم کی جائیں گی۔ (۱) یونیورسٹی پنجاب کے گریجوایٹ ہوں۔ یا کسی مسلمہ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ سے کپڑا بننے کے امتحان میں لائسنس حاصل کئے ہوئے ہوں۔ (۲) یونیورسٹی پنجاب کا میٹریکیولیشن بعد اسکول لیونگ سارٹیفکیٹ کا امتحان یا انڈسٹریل دیونگ سکول کا آخیری امتحان پاس کیا ہوا ہو۔ (۳) ایسے کاریگر جن کا تعلق صنعت پارچہ بافی سے رہا ہو۔ پہلی اور دوسری جماعت کے لئے نصاب کی میعاد دو سال یا اس سے زیادہ تیسری جماعت کے لئے ایک سال یا اس سے زیادہ منتخب طلباء کو حسب ذیل وظائف ملیں گے۔ پہلی جماعت والوں کو تیس روپے اور دوسری جماعت والوں کو پندرہ روپے۔ اور تیسری جماعت والوں کو بیس روپے ماہوار۔ طلباء کی عمر ۱۶ سال سے کم نہ ہونی چاہیئے۔ تمام درخواستیں دیونگ سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ ڈیمونسٹریشن دیونگ فیکٹری شاہدرہ کی خدمت میں ۲۰ رجون سے پہلے پہلے پہونچ جانی چاہئیں۔

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

سیالکوٹ کی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ میں ایک آریہ مہاشہ نے کہا۔ کہ مسلمانوں کے پاس جو قرآن ہے۔ یہ جعلی قرآن ہے۔ یہ وہ قرآن نہیں۔ جو جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ بلکہ یہ قرآن بعد میں بنایا گیا ہے۔ اور اصلی قرآن اہل مغرب کو مل گیا ہے۔ جس کے ایک حصہ کے فوٹو ان کے پاس ہیں۔ جب یہ خبر انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کے سکرٹری شیخ عبدالقادر بیرسٹرایٹ لاء کو پہنچی۔ تو انہوں نے مہاشہ جی کا پتہ دریافت کرکے اون کو خط لکھا۔ کہ مذکورہ بالا فوٹو ہمیں بھی دکھلاؤ۔ لیکن مہاشہ جی نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوبارہ خط لکھنے پر بھی جواب نہ ملا۔ اب انہوں نے انہیں ہندو وکلاء سے مہاشہ جی کو خط لکھوایا ہے۔ کہ جن ہندو وکلاء نے شیخ صاحب کو مہاشہ جی کے دعوٰی کی اطلاع دی تھی۔ مہاشہ جی کا بیان سرتاپا دروغ اور محض کذب بافی ہے۔

تمام صوبہ یوپی میں بقرعید پر کہیں فساد نہ ہوا۔ صرف موضع پرلا ضلع علی گڑھ میں بلوہ ہوگیا پولیس نے بدرجہ مجبوری گولی چلائی۔ جس سے ایک آدمی ہلاک ہوگیا۔ یہ موضع علی گڑھ سے پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہندوؤں نے اعتراض کیا تھا۔ کہ اسکا وشنی کے دن گائے ذبح نہ کی جائے۔ نیز ہندوؤں نے مکرر فساد کیا۔ اس پر ۳۵ ہندوؤں کا گرفتار کرکے چالان کردیا گیا۔

کلکتہ میل جب مدراس کے آگے نیلور پہنچی۔ تو اول درجہ کا ایک مسافر بیہوش پایا گیا۔ اس کو دھتورہ وغیرہ دیکر بیہوش کرکے اس کے ۱۶۰۰ روپے لے کر چمپت ہوگئے۔ پولیس مجرموں کی تلاش میں ہے۔

امریکہ کے سکھوں نے لالہ لاجپت رائے کو پچاس ہزار کی رقم ارسال کی تھی۔ اس سے سیاسی مظلومین اور اون کی اہل وعیال کی امداد کرو۔ یہ ۱۹۱۵ء کا ذکر ہے۔ لیکن اونہوں نے اس رقم میں سے ایک پائی بھی مصیبت زدوں کو یا اون کے خاندانوں کو نہ دی۔ اخبار ہندو ہیرلڈ نے لالہ جی سے دریافت کیا ہے۔ کہ یہ رقم کیا آپ کو ملی یا نہیں۔ اور آپنے اس مقصد مذکور پر خرچ کیا۔ یا نہیں۔ اگر نہیں کیا۔ تو اس رقم کا کیا حشر ہوا۔

دو گورے سپاہی ایک بنگالی کے مکان میں (احاطہ میں) داخل ہوئے۔ اور اس کی موٹر کار چرا کر لے جانے لگے۔ دربان نے دیکھ کر روکا تو اس کو چاقو سے مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ مگر دونوں پکڑے گئے۔ عدالت نے دونوں کو تین تین ماہ قید سخت کی سزا دی۔

۱۹۲۸ء کی مانسون کے متعلق سرکاری پیشین گوئی سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جزیرہ نمائے دکن اور شمالی مغربی ہندوستان میں بارش یقیناً معمولی یا معمول سے زیادہ ہوگی۔

گورنمنٹ کی تجویز ہے۔ کہ ہندوستان کے ہر ایک صوبہ کو بالکل آزاد اور خود مختار بنایا جائے۔ مگر قانون انتظام پولیس فوج اور مالیہ پر گورنمنٹ کا بدستور اقتدار قائم رہے۔

اعلےٰ مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہم ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی۔ پشاوری لنگیاں بحساب دو روپیہ چار آنہ فی گز اور ہر قسم کی مشہدی کناویز۔ عورتوں کے سوٹ کے لئے فی گز ۱۲ عدد فروخت کرتے ہیں۔ نیز کلاہ پشاوری جس قیمت اور جس سائز کا مطلوب ہو۔ بھیجا جاسکتا ہے۔ مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ اگر خدانخواستہ پسند نہ آئے۔ تو صرف محصول ڈاک کاٹ کر باقی قیمت واپس کردیجائے گی۔ یا اس کی جگہ دوسری چیز بھیج دیجائے گی۔ احمدی احباب فرمائش بھیجکر فائدہ اٹھائیں۔ مال دوسری دوکانوں کی نسبت عمدہ اور نسبتاً ارزاں ارسال ہوگا۔

پتہ

میاں محمد و غلام حیدر بازار کریم پورہ شہر پشاور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ رجون ۱۹۲۸ء

احمدی مشن

الصلح خیر

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مارچ ۱۹۰۱ء میں مندرجہ عنوان نام سے ایک اشتہار تمام غیر احمدی علماء وغیرہ کے نام شائع کیا تھا جو آج ناظرین فاروق کی واقفیت کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ اس کا جواب مخالفین کی طرف سے نکلا وہ بھی اس کے آگے درج کر دیا ہے۔ نیک فطرت اصحاب دونوں تحریروں کو دیکھ کر حق و باطل کا اندازہ کر لیں۔ (ایڈیٹر)

اے علماء قوم جو میرے مکذب اور مکفر ہیں یا میری نسبت متذبذب ہیں۔ آج پھر میرے دل میں خیال آیا۔ کہ میں ایک مرتبہ پھر آپ صاحبوں کی خدمت میں مصالحت کے لئے درخواست کروں۔ مصالحت سے میری یہ مراد نہیں ہے۔ کہ میں آپ صاحبوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کے لئے مجبور کروں۔ یا اپنے عقیدہ کی نسبت اس بصیرت کے مخالف کوئی کمی بیشی کروں۔ جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ بلکہ اس جگہ مصالحت سے صرف یہ مراد ہے۔ کہ فریقین ایک پختہ عہد کریں۔ کہ وہ اور تمام وہ لوگ جو ان کے زیر اثر ہیں۔ ہر ایک قسم کی سخت زبانی[1] سے باز رہیں۔ اور کسی تحریر یا تقریر یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزت پر حملہ نہ کریں۔ اور اگر دونوں فریق میں سے کوئی صاحب اپنے فریق مخالف کی مجلس میں بھائیں۔ تو جیسا کہ شرط تہذیب اور شائستگی ہے۔ فریق ثانی مدارات سے پیش آئیں۔

یہ تو ظاہر ہے۔ کہ انجام کار انہی اصولوں یا مدارات کی طرف لوگ آ جاتے ہیں۔ جب دیکھتے ہیں۔ کہ ایک فریق دنیا میں بکثرت پھیل گیا ہے۔ جیسا کہ آج کل حنفی شافعی۔ مالکی۔ حنبلی باوجود ان سخت اختلافات کے جن کی وجہ سے مکہ معظمہ کی ارض مقدسہ بھی انکو ایک مصلے پر جمع نہیں کر سکی۔ ایک دوسرے سے مخالطت اور ملاقات رکھتے ہیں۔ لیکن بڑی خوبی کی یہ بات ہے کہ کسی اندرونی فرقہ کی ابتدائی حالت میں ہی اس سے اخلاقی برتاؤ کیا جائے۔ خدا جس کو نیست و نابود کرنا چاہتا ہے۔ وہی نابود ہوتا ہے۔ انسانی کوششیں کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ تو خود یہ سلسلہ تباہ ہو جائیگا۔ اور اگر خدا کی طرف سے ہے۔ تو کوئی دشمن اس کو تباہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے محض قلیل جماعت خیال کر کے تحقیر کے درپے رہنا طریق تقویٰ کے برخلاف ہے۔ یہی تو وقت ہے۔ کہ ہمارے مخالف علماء اپنے اخلاق دکھلائیں۔ ورنہ جب یہ احمدی فرقہ دنیا میں چند کروڑ انسانوں میں پھیل جائیگا۔ اور ہر ایک طبقہ کے انسان اور بعض ملوک بھی اس میں داخل ہو جائیں گے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ تو اس زمانہ میں تو یہ کینہ اور بغض خود بخود لوگوں کے دلوں سے دور ہو جائیگا۔ لیکن اس وقت کی مخالطت اور مدارات خدا کے لئے نہیں ہوگی۔ اور اس وقت مخالف علماء کا نرمی اختیار کرنا تقویٰ کی وجہ سے نہیں سمجھا جائیگا۔ تقویٰ دکھلانے کا آج ہی دن ہے۔ جبکہ یہ فرقہ دنیا میں بجز چند ہزار انسان کے زیادہ نہیں۔ اور میں نے یہ انتظام کر لیا ہے۔ کہ ہماری جماعت میں سے کوئی شخص تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے کوئی ایسا مضمون شائع نہیں کریگا۔ جس میں آپ صاحبوں میں سے کسی صاحب کی تحقیر اور توہین کا ارادہ کیا گیا ہو۔ اور اس انتظام پر اس وقت سے پورا عملدرآمد ہوگا۔ جبکہ آپ صاحبوں کی طرف سے اسی مضمون کا ایک اشتہار نکلے گا۔ کہ آئندہ آپ پورے عہد سے ذمہ دار ہو جائیں گے۔ کہ آپ صاحبان اور نیز ایسے لوگ جو آپ کے زیر اثر ہیں۔ بازیر اثر سمجھے جا سکتے ہیں۔ ہر ایک قسم کی بدزبانی اور ہجو اور سب و شتم سے مجتنب رہیں گے۔ اور اس نئے معاہدہ سے آئندہ اس بات کا تجربہ ہو جائیگا۔ کہ کس فریق کی طرف سے زیادتی ہے۔ اس سے آپ صاحبوں کو ممانعت نہیں۔ کہ تہذیب سے رد لکھیں۔ اور نہ ہم اس طریق سے دستکش ہو سکتے ہیں لیکن دونوں فریق پر واجب ہوگا۔ کہ ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدگوئی سے منہ بند کریں۔ مجھے بہت خوشی ہوگی جب آپ کی طرف سے یہ اشتہار پہونچے گا۔ اور اسی تاریخ سے ان تمام امور پر ہماری طرف سے بھی عملدرآمد شروع ہوگا۔ بالفعل اس اندرونی تفرقہ کے مٹانے کے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔ آئندہ جس فریق کے ساتھ خدا ہوگا۔ وہ خود غالب ہوتا جائیگا۔ دنیا میں سچائی اول چھوٹے سے تخم کی طرح آتی ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان درخت بنجاتا ہے۔ جو پھل اور پھول لاتا ہے۔ اور حق جوئی کے پرندے اس میں آرام کرتے ہیں۔[1] (۵ مارچ ۱۹۰۱ء)

---

[1] کم سے کم تین برس کے لئے یہ مصالحہ ضروری ہے۔ اور اس خیال سے کہ حساب میں غلطی نہ ہو۔ اس مصالحہ کی ابتدائی تاریخ یکم اپریل ۱۹۰۱ء مقرر کی گئی ہے۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ آپ صاحبوں کی طرف سے بعد باہمی مشورہ کب سب کے دستخطوں کے ساتھ جو پانچ علماء سے کم نہ ہوں۔ جواب اشتہار نکلے گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

مناظر

[1] سخت زبانی میں یہ بات داخل ہوگی۔ کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے۔ کہ وہ دجال ہے یا بے ایمان ہے۔ یا فاسق ہے۔ مگر یہ کہنا کہ اس کے بیان میں غلطی ہے۔ یا وہ خاطی یا مخطی ہے۔ سخت زبانی میں داخل نہیں ہوگا۔

مناظر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر احمدی مشن

علماء سوء کی طرف سے الصلح خیر کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ الفاظ اور صداقت سے بھرا ہوا اشتہار تو آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ کہ کس پاک دل سے یہ پاک کلمات نکلے ہیں۔ اب اس کے مقابلہ میں ناخدایان اسلام و ارثان انبیاء و محبان رسول خدا و جانشینان محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ اور شرافت و تہذیب کا نمونہ ملاحظہ فرما کر ان کے حال پر آٹھ آٹھ آنسو بہائیے اور دعا کیجئے۔ کہ اللہ تعالےٰ ایسے ناپاک وجودوں اور ننگ اسلام حیوانوں سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو جلد پاک کردے "درر الصلح خیر" جیسے پاکیزہ نام کے مقابلہ میں جوابی نام جو پیش کیا ہے۔ وہ سن لیجئے۔

"اظہار مخادعت سیلمہ قادیانی"

بجواب

"اشتہار مصالحت پولوس ثانی"

اس پاکیزہ نام کی روشنی میں عبدالاحد خانپوری اور ہدایت اللہ راولپنڈی غیر مقلدین کے منہ سے جو نجاست نکلی ہے۔ وہ یہ ہے۔

"ارباب بصائر پر پوشیدہ نہ رہے۔ کہ انہوں نے ایک اشتہار مطبوعہ ۵ مارچ ۱۹۰۱ء کا دیکھا۔ اس میں مرزا قادیانی نے علماء اسلام کو طرز جدید کے ساتھ مخاطب کیا ہے۔ اور درخواست مصالحت و ملائمت و مداہنت کی کی ہے۔ لیکن پس از مکر و فریب و بہتان۔ متذبذب تمہاری تکفیر و تضلیل میں مسلمانوں میں سے قطعاً کوئی نہیں۔ یہ تمہارا افترا ہے۔ ہاں بعضے مرزائی بعد مشاہدہ ہزارہا دلائل کذب و بہتان و دجالیت و فریب بازی تمہاری کے البتہ متذبذب ہو گئے ہیں۔ جس سبب سے تم مصالحت کی طرف مضطر ہوئے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ رفتہ رفتہ تم تنہا رہ جاؤ گے۔ تمہارا کفر و بے ایمانی سب علماء پر طشت از بام ہو گئی ہے کوئی نہیں جو تمہارا مکفر نہ ہو بجز چند کور باطن مرزائی کے پس افترا ہے اور فریب تاکہ لوگ جانیں کہ بعضے مکفر ہیں۔ اور بعضے متذبذب۔

یہ بھی جھوٹ اور دھوکا ہے۔ کہ تم کسی کو اپنا ہم عقیدہ بنانے پر مجبور کرنا نہیں چاہتے۔ اب تمہارا یہ لکھنا چونکہ تمہارے دعوٰی مامور من اللہ ہونے کے منافی ہے۔ تو صاف لفظوں میں کیوں نہیں کہتا۔ کہ

میں نے اپنے دعوٰی سے توبہ کی ہے۔

تمہارے فرقہ کا نام ابوجہلیہ رکھا گیا ہے۔ سبحان اللہ تمام دنیا کی بے ایمانیاں اور فریب و ابذار رسانی میں لاثانی اور نام مرسل یزدانی۔ ہمکو فکر ہے کہ علاوہ ان فریبوں کے جو اس اشتہار میں درج ہیں۔ کوئی اور فریب مخفی مرزا صاحب کا ہو۔ جو صلح کے ذریعہ مسلمانوں کو اس میں پھنسانا چاہتے ہوں اسلئے ہم دو شرطیں پیش کرتے ہیں۔ جو معیار ہیں صداقت اور مخادعت کے پرکھنے کے لئے۔ اگر مرزا صاحب منظور کرلیں۔ تو ہم بھی فوراً صلح کا اشتہار حسب منشاء مرزا صاحب دیدینگے۔ اور وہ دونوں شرطیں یہ ہیں۔

شرط اوّل۔ مرزا صاحب تمام علماء اسلام سے جن کے حق میں سوء ادبی کی ہے عموماً اور جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے خصوصاً معافی طلب فرمادیں۔ بایں الفاظ کہ "میں نے جو آپ کی نسبت گستاخی اور سوء ادبی کی ہے۔ وہ بہ سبب اغواء شیطانی و حرص نفسانی کے کی تھی۔ نہ بالہام ربانی۔ اور میں نے خطا کی ہے۔ کہ جن علماء اسلام کی میں نے کفر کیا اور شاگردوں کی شاگردی کی بھی لیاقت نہیں رکھتا۔ بباعث حرص جاہ و مال کے بے ادبی کرکے اپنا روسیاہ کیا ہے۔ اور اب میں تائب و نادم ہوں۔ برائے خدا میرا یہ قصور معاف فرمادیں۔ اور مجھکو اپنے تابعین میں داخل فرمائیں اور میں بعد ازیں ہمیشہ مطیع رہوں گا۔ اور جمیع بدعات و محدثات سے مجتنب رہوں گا۔ اب میں نے ان چند شبہات فلسفی و تشکک نیچری کو جن کا بخار و غبار میرے دماغ میں گھس گیا تھا۔ اور اس کی وجہ سے میں نے مخبوط الحواس ہو کر بڑی بڑی خرمستیاں کیں یہاں تک کہ دعوٰی الہام و مجددی و مسیحائی و مہدویت و نبوت و رسالت کا بلکہ الوہیت و خدائی و ابنیت کا بھی کیا۔ اور فرعون کی طرح منارہ بنانے کی بھی ریس کی۔ اور کیا جو کچھ کہ کیا۔ ان شبہات کے نشہ سے اب میں نے انکو اپنے دماغ سے نکال دیا ہے۔ اور نہایت نادم اور پشیمان ہوں۔ پس آپ صاحبان للہ میری یہ خطا و گستاخی معاف فرماویں"

شرط دوم۔ یہ کہ تالیفات مرزا کی جو سب کی سب توہین اسلام و تحقیر انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین اور ہتک علماء امت موجودین سے مالا مال ہیں۔ ان سب کتابوں کو جن میں یہ بے ایمانیاں۔ کفر۔ نفاق۔ زندقہ و الحاد ہے۔ سب کے سامنے جمع کرکے **جلا دیں۔** اور اشتہار عام کے ذریعہ اپنی براءت و بیزاری ان کتابوں سے ظاہر کردیں۔ پھر آئندہ عزم بالجزم کریں کہ ہمیشہ جیتا تک زندہ رہونگا۔ مذہب اہل سنت والجماعت کی تائید کروں گا۔ جب مرزا صاحب ایسا کریں گے۔ تب جناب **پیر صاحب** اور ہم سب اہل اسلام مرزا صاحب کو از سر نو اسلام میں داخل ہونے کی مبارکبادی دیکر مصالحت کا عہد و پیمان موافق انکی مرضی کے فوراً شائع کرینگے۔ (معلوم نہیں کہ معافی و کتب سوزی و اعلان اطاعت کے بعد پھر مرزا صاحب کی حسب منشاء کس مصالحت کے کان سے عہد و پیمان باقی رہیں گے۔ جن کے شائع کرنے کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ فاروق) اور اگر مرزا صاحب ایسا نہ کریں۔ تو صاف طور پر ظاہر ہو جاویگا۔ کہ وہ دھوکا اور فریب کرتے ہیں۔ اور نہ ہم بجز ان دونوں شرطوں کے مصالحت کرتے ہیں۔ اور نہ ہم کو جماعت علماء اسلام اہل جلسہ اسلامیہ لاہور جن کا امیر و سپہ سالار جناب پیر صاحب گولڑہ والے ہیں۔ اجازت دیتے ہیں"

تم اور تمہارے حواری جب بک بک کے منہ میں جھاگ آگئی اور تھک گئے۔ اور اللہ و ملائکہ کے نزدیک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مبغوض و ممقوت و مقبوح و ملعون ہوئے۔ اور تمام لوگوں کے نزدیک مخذول و مطرود ہوئے ملعونین اینما ثقفوا اخذوا کا مصداق بن گئے۔ معاملہ اور برتاؤ تم سے روکا گیا۔ عورتیں تمہاری چھینی گئیں۔ مُردے خراب و بے جنازہ پھینکے گئے۔ مال و آبرو کا نقصان۔ روپیوں کی آمد میں خلل آگیا۔ نہ مسجدوں میں جاسکو نہ مجلسوں میں۔ تمہارے دلوں میں رُعب قہر الرجال ڈالا گیا۔ تو تم کیا کر سکتے۔ عصمت بی بی از بے چادری لاچار ہو کر درخواست صلح کی شائع کی اب مسلمان تمہارے دام میں نہیں پھنسینگے۔ جب تک تمہاری طرف سے ہماری دونوں شرطوں کی قبولیت و منظوری و تعمیل کا مفصل اشتہار نہ نکلے اور علے رؤس الاشہاد تم تائب و نادم نہ ہو۔"

(ملخصاً از اظہار مخادعت مطبوعہ ۱۹۰۱ء راولپنڈی)

اس مضمون کی تردید میں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ناظرین دونوں تحریروں کو حضرت صاحب کی اور اس گندہ دہان کی پڑھ کر خود سمجھ لیں۔ خدا کی شان ۱۹۰۱ء میں تو اس خانپوری مُلّاں نے پیر مہر علیشاہ گولڑوی کو علماء اسلام کا امیر و سپہ سالار فرمایا تھا۔ اور آپ اس کی زیر کمان رہکر مندرجہ بالا جواب "الصلح خیر" کا دیا تھا۔ مگر ۱۹۰۹ء میں اسی اپنے ممدوح امیر و سپہ سالار کے خلاف ایک ۴۰۰ صفحہ کی کتاب "مدفع الٰہی بر قلعہ مہر شاہی" لکھ کر شائع کی۔ اور اس میں سپہ سالار مذکور کے متعلق لکھا کہ

"پیر مہر علی شاہ کے والد پیر نذر دین صاحب ایک عورت سے یہ تہمت .... پکڑے گئے۔ اور گیلی لکڑیوں میں رکھے گئے۔ تاکہ آگ میں جلائے جاویں۔ اس وقت گولڑہ وغیرہ کے لوگوں نے زر کثیر صرف کر کے ان کو خلاص کیا تھا۔ ان کا یہ علاج اگر پورا ہو جاتا تو آج پیر صاحب قسم قسم کے فتنے اور شرارتیں نہ کرتے۔ اور نہ وجود میں ہی تشریف فرما ہوتے۔"

پیر صاحب گولڑوی کو دین کی کتابوں کا شوق نہیں۔ اور ان کی نسل باپ دادا میں کوئی اہل علم ہوا ہی نہیں۔

گولڑوی نے باوجودیکہ ایک ملنگ اور قلندر تکیہ نشین ہے۔ نہ علم کی پوری تحصیل کی۔ نہ علماء راسخین سے استفادہ کیا۔"

پیر صاحب کی طرف سے جو خان پوری کی تواضع و مدارات ہوئی۔ وہ ناقابل بیان ہے۔ اور خدا کے فضل سے دفتر فاروق میں مکمل قائل ان کا موجود ہے اگر ضرورت ہوئی تو اس کا بھی اظہار کر دیا جائے گا۔ یہ ہے سزاء خدا کے مامور علیہ السلام کی تکذیب کی۔ جو خانپوری کو ایسی ملی۔ کہ کبھی بھولیگا نہیں۔

قرآن مجید ایک عیسائی مؤرخ کی نظر میں

جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب میں جس کا ترجمہ "مؤید الاسلام" نام سے اردو میں طبع ہوا ہے۔ قرآن مجید کے متعلق صـ۷۲ سے صـ۸۲ تک لکھتے ہیں۔ کہ

"یہ مسلمان قرآن شریف کی ایسی عظمت کرتے ہیں کہ عیسائیوں نے اپنی انجیل کی کبھی ایسی تکریم ہوتے نہیں دیکھی۔ قرآن شریف میں صرف احکام مذہبی و تہذیب اخلاق ہی کا ذکر نہیں بلکہ گبن صاحب کا قول ہے کہ اوقیانوس سے گنگا تک قرآن شریف مجموعہ قوانین مانا جاتا ہے۔ قرآن میں قوانین دیوانی و فوجداری و سلوک باہمی پائے جاتے ہیں۔ اور وہ مسائل نجات روح و حقوق رعایا و حقوق شخصی و نفع رسانی خلائق وغیرہ پر حاوی ہے منجملہ محاسن و خوبیوں قرآن کے کہ جسپر اہل اسلام کو ناز کرنا بجا ہے۔ وہ باتیں نہایت عمدہ ہیں۔ اول قرآن شریف کی وہ خوش بیانی جس میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اور جسکو سننے سے آدمی کے دل پر اثر پیدا ہوتا ہے۔ اور خون آتا ہے۔ دوسرے قرآن اُن خیالات سے میرا ہے جو خلاف تہذیب خیال کئے جاتے ہیں۔ اور اس کے تمام اصول ایسے ہیں۔ جو کوئی ان میں سے خلاف عقل نہیں۔ مگر افسوس کہ یہ عیب یہودیوں کی مقدس کتابوں میں اکثر واقعہ ہیں۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کے اصول میں سب کو اتفاق ہے اور کوئی ایسی بات نہیں جو زبردستی مان لینی پڑے۔ اور سمجھ میں نہ آوے۔"

(مؤید الاسلام جان ڈیو پورٹ صـ۷۲)

پیغامی مشن

غیر مبایعین سے یکصد مطالبات

(از مولوی عبدالاحد صاحب داتوی مولوی فاضل)

مطالبہ نمبر ۱

جناب مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں۔

"نبوۃ و رسالت کی اصل غرض کو سمجھنے کے لئے ہمارے لئے یہ کافی ہے۔ کہ ہم دیکھ لیں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث فرمانے کی کیا غرض تھی۔" (النبوۃ فی الاسلام صـ۵)

اور وہ غرض جس کے لئے آنحضرتؐ مبعوث ہوئے۔ قرآن کریم میں یوں مذکور ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین (سورہ جمعہ) اور اس میں اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو رکھا ہے۔ تلاوت آیات اللہ۔ تزکیہ۔ تعلیم کتاب۔ تعلیم حکمت۔ اب سوال یہ ہے کہ جب نبوت و رسالت کی اصل غرض مذکورہ بالا چار باتیں ہیں تو کیا ہمیں ان چار باتوں کی ضرورت اب ہے یا نہیں اگر ہے اور یقیناً ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ علت پائی جائے۔ اور معلول نہ پایا جائے۔ یعنے یہ تو مانا جائے کہ ان باتوں کی ہمیں ضرورت ہے۔ جو بعثت نبی کی علت ہیں۔ اور نبی کو نہ مانا جائے۔

اور کیا مذکورہ بالا باتیں حضرت مسیح موعودؑ میں پائے جانے کے باوجود وہ کیوں نبی نہیں ہو سکتے؟

مطالبہ نمبر ۴۲

حضرت اقدس ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۱۸۳ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے۔ کہ آنیوالا عیسےٰ اسی امت میں سے ہوگا لیکن صحیح مسلم میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے پھر کیونکر مان لیں۔ کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا!"

"اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیگئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو۔ اور شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے .... ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسولؐ کا متبع نہ ہو۔"

معترض کے خیال میں اُمتی نبی نہیں ہو سکتا تھا۔ (جیساکہ مولوی محمد علی صاحب نے بھی النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۵۴ میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں "صاحب وحی نبوت مطاع ہوتا ہے۔ امتی مطاع نہیں ہوتا!!) جس کی بناء پر اس نے اعتراض کیا۔ لیکن حضرتؑ نے اس کے اس خیال کی تردید کی۔ اور فرمایا۔ کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ ورنہ نبی کے لئے یہ کوئی ضروری امر نہیں۔ کہ وہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ وہ شریعت لائے!

کیا ایسی واضح عبارت کی موجودگی میں بھی آپ حضرت اقدسؑ کو نبی نہ مانیں گے۔ جبکہ صریح طور پر آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے آنیوالے موعود کے لئے نبی اللہ کا لفظ نکلا۔ اور پھر اس موعود حکمؑ و عدل نے اس کی تصدیق کی۔

مطالبہ نمبر ۴۳ واذا ابتلی ابراھیم ربہ بکلمٰتٍ فاتمھنّ ط قال انی جاعلک للناس اماماً ط قال ومن ذریتی ط قال لا ینال عھدی الظٰلمین ط (بقرہ ع ۱۵)

ترجمہ:۔ اور جب آزمائش کی ابراہیمؑ کی اس کے رب نے چند کلمات سے تو اس نے ان کو پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا۔ اس نے عرض کی کہ میری اولاد سے (بھی امام بنائیے) فرمایا ظالم میرا عہد نہ پائیں گے!

ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ سے اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا کہ اس کی نسل میں ہمیشہ نبوت رہے گی۔ ہاں ظالم اس انعام کے پانے سے محروم ہونگے!

اب اگر امت محمدیہ خیر امم ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ اس میں خدا کے انعام کے پانے والے ہوں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ پہلے لوگوں پر تو یہ انعام ہوا اور یہ امت اس سے محروم رکھی جائے۔ یا یہ ماننا پڑے گا۔ کہ یہ امت ظالمہ ہے۔ (نعوذ باللہ منہ)

مطالبہ نمبر ۴۴ "اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں۔ اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ بہشتی مقبرہ ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنے ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں!" (الوصیت صفحہ ۱۶)

حضرت اقدسؑ کی مندرجہ بالا عبارت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ جماعت جس کے افراد اس میں دفن کئے جاتے ہیں۔ حق سے دور ہے۔ اور غلط عقائد رکھتی ہے۔ اور کیا ہر ایک قسم کی رحمتوں سے حصہ لینے والے ایسے ہی لوگ ہوا کرتے ہیں۔ جو غلط عقائد رکھیں؟ ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں اور ایسے لوگوں میں شامل ہوں۔ جن پر خدا کی رحمت اُتاری گئی!!

مطالبہ نمبر ۴۵ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم للعباس فیکم النبوۃ خرجہ البزار وابو نعیم وابن عدی وابن عساکر۔ (حجج الکرامۃ ص ۹۷ کنز العمال جلد ۶ ص ۱۶۹)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا فرمایا رسول خدا صلعم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کہ تم میں نبوۃ اور سلطنت ہوگی۔

اگر آنحضرت صلعم کے بعد دروازہ نبوت مسدود تھا۔ تو آپ نے پیشگوئی کیوں فرمائی۔ اور بشارت کیوں دی۔ آپؐ کا بشارت دینا اس بات کو واضح کر رہا ہے۔ کہ امت محمدیہؐ میں نبی ہو سکتے ہیں۔ کیا اس کا آپ کے پاس کوئی جواب ہے؟

مطالبہ نمبر ۴۶ مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۰۸ پر ایک عنوان قائم کرتے ہیں۔ کہ

"عملی رنگ میں سلسلہ نبوت کا انقطاع ہو چکا!!"

اور اس کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ کہ

"یہ بھی غور کا مقام ہے۔ کہ اگر ضرورت باقی تھی۔ تو پھر تیرہ سو سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کیوں خالی گذر گئے!"

گویا ایک لمبے عرصہ میں نبی نہ آنے کو مولوی محمد علی صاحب اس بات کی دلیل گردانتے ہیں۔ کہ نبوت کا انقطاع ہو چکا۔ حالانکہ اس کی نظیر موجود ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ سے چھ سو سال تک بعد میں کوئی نبی نہ ہوا۔ اور یہ کہنا کہ ایک عظیم الشان شخص نے پیدا ہونا تھا۔ اس لئے اتنی دیر تک کوئی نبی نہ آیا۔ محض دعویٰ بے دلیل ہے۔ لیکن تاہم مولوی صاحب موصوف کے اس دعویٰ کو ہم فرض کر لیتے ہیں۔ کہ درست ہے۔ کہ عملی طور پر اتنا عرصہ نبی نہ آنے سے نبوۃ کا انقطاع ہو چکا۔ مگر ہم مولوی صاحب اور ان کے ہمنواؤں سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ انقطاع نبوت پر اگر یہ بات دلیل ہو سکتی ہے۔ تو اس بات کا آپ کیا جواب دینگے۔ جو رسالہ کوکب ہند جلد ۴ نمبر ۵ مجریہ یکم فروری ۱۹۲۷ء میں لکھی ہے۔

"چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا، جو قرآن مجید میں بیان ہوئی تھی۔ وہ اپنے وقت پر نہایت مناسب تھی لیکن جب خدا تعالےٰ نے خود اس قانون کو بدل دیا۔ تو دنیا سے اس کا عمل ہی اُٹھ گیا!"

کیا مولوی صاحب اپنے مسلمہ کلیہ کے ماتحت اس بات کو تسلیم کرینگے۔ کہ اب یہ حکم بھی بدل گیا ہے۔ کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔ کیونکہ عملی رنگ میں اس کا انقطاع ہو چکا ہے!!

مطالبہ نمبر ۴۷ جناب مولوی محمد علی صاحب اپنے رسالہ النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں۔

"نبوۃ و رسالت چونکہ ایک کیفیت ہے اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لئے اس کا مفہوم سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔
کہ سب سے پہلے یہ دیکھا جائے۔ کہ انسانوں کے
اندر اس کیفیت کے پیدا کرنے سے اللہ تعالےٰ
کا منشاء کیا ہے۔"

گویا آپ نے نبوۃ و رسالت کو ایک کیفیت قرار دیا ہے۔
اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ کیفیت حضرت اقدسؑ میں بھی پائی
جاتی ہے یا نہیں۔ تو آپ فرماتے ہیں ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم ز کسے

یعنی جس جام سے اللہ تعالےٰ نے ہر ایک نبی میں کیفیت
مذکورہ پیدا کر دی۔ ویسا ہی جام مجھے بھی عطا ہوا ہے
اس لئے مجھ میں بھی وہی کیفیت ہے۔ اور فرمایا کہ کوئی
یہ نہ خیال کرے۔ کہ میری کیفیت اور ان کی کیفیت
میں فرق ہے۔ بلکہ مجھے بھی اللہ تعالےٰ نے وہ پورے
کا پورا جام دیا جس سے وہ کیفیت پیدا ہوئی ہے۔ اور
اگرچہ بہت سے انبیاء دنیا میں آئے لیکن فرماتے
ہیں۔ کہ مجھے بھی چونکہ اللہ تعالےٰ نے وہ جام پورے
کا پورا دیا۔ اس لئے میں بھی ان کے مساوی ہوں ان
سے کمتر نہیں ؟

کیا خداوند کی جانب سے جام تو پورے کا
پورا عطا ہو۔ مگر اس جام کی کیفیت ویسی نہ پیدا ہو جیسی
کہ دیگر انبیاء میں پیدا ہوئی۔ بھلا کوئی عقلمند اس کو
تسلیم کر سکتا ہے ؟

احمدیہ پاکٹ بک ؎ یہ وہ مبسوط حربہ ہے جس میں بارہ سو دلائل
مخالفین اسلام اور سلسلہ کے اندفاع کیلئے جمع کر دیئے گئے ہیں تبلیغ
کرنیوالوں کا سامان حرب یہی ہے جو ہر وقت جیب میں رہنا چاہیئے ہر مذہب و ملت
کے باطل اعتقادات کی تردید میں عقلی اور نقلی دلائل اس میگزین میں موجود
ہیں۔ اہتمام کتاب گھر نے اسکو دو دفعہ ہزاروں کی تعداد میں چھاپکر شائع کیا ہے
اور اب وہ بالکل نایاب ہے۔ صرف دس جلدیں فاروق بک ایجنسی
میں باقی ہیں۔ شائقین جلد منگوالیں۔ قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ
آنہ (عہ) اور محصول ڈاک ۵ رہے۔
پتہ۔ فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور

اِسلام کیسے قائم ہُوا؟ عقل کی روشنی میں

بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات مرکوز ہے۔
کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ لیکن یہ بات
درست نہیں۔ کیونکہ تلوار ایک جسمانی چیز ہے۔ اس کا
اثر صرف جسم تک محدود ہے۔ روح پر اس کا
کوئی اثر نہیں۔ کیا ہم دن کے وقت کسی کو تلوار کے
زور سے اس کے دل میں یہ بات ڈال سکتے ہیں۔ کہ یہ
رات ہے۔ کیونکہ یہ امر وجدانی ہے۔ جس پر لوہے کی تلوار
کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا!

ہاں دلائل و براہین اور صداقت کی تلوار ایسی ہے
جو سینوں کو چیرتی ہوئی دل میں جا گھستی ہے۔ اور انسانی
معتقدات اور اس کے خیالات میں اپنا اثر دکھاتی ہے۔

کیا مکہ میں جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
کفار مکہ طرح طرح کی تکالیف پہنچا رہے تھے۔ اور
آپ کے ماننے والوں کو سخت سے سخت ایذائیں دی
جاتی تھیں۔ اس وقت کس تلوار نے لوگوں کو اسلام
لانے پر مجبور کیا تھا۔ ہاں وہ تکلیفیں بھی معمولی نہ تھیں۔
بلکہ ایسی سخت تھیں۔ کہ اگر پہاڑوں پر اتریں۔ تو وہ بھی
انہیں برداشت نہ کر سکتے۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔

مکہ سے کوسوں دور اہل مدینہ کو کس تلوار نے
مجبور کیا۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے آگے سر تسلیم خم کیا۔ اور آپ پر ایمان لائے۔

ہم دیکھتے ہیں۔ آنحضرتؐ کے دعوئ نبوت
کے پانچویں سال بعد دس مرد اور پانچ عورتیں اپنے
مالوف وطن اور گھر بار کو چھوڑ کر محض مکہ سے حبشہ کو
ہجرت کر رہی ہیں۔ ان پر کونسی تلوار چلائی گئی۔ جس کے
ڈر سے انہوں نے اپنے گھر بار تک چھوڑ دیئے۔ حالانکہ
اگر یہ لوگ آپؐ پر ایمان نہ لاتے۔ یا ایمان لانے کے
بعد ارتداد اختیار کرتے تو مکہ میں بڑی عزت اور آرام
سے رہتے۔ ہاں اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جسمانی
تلوار کا کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ مکہ والوں نے ان پر تلوار
چلائی۔ مگر انہوں نے اپنے وطن تک کو چھوڑنا پسند
کر لیا۔ مگر اسلام نہ چھوڑا۔

ایک طرف تو یہ حالت ہے۔ دوسری طرف آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا ظاہری دبدبہ اور طاقت یہ ہے۔
کہ ساتویں برس بعد دعوئ نبوت آپؐ سے بائیکاٹ
کیا جاتا ہے۔ اور قریش نے حکم دے رکھا ہے۔
کوئی بازار سے انہیں سودا نہ دے۔ اور نہ کوئی
کھانے کی چیز انہیں دیجائے۔

یہ تو مکی زندگی ہے۔ مگر مدنی زندگی میں بھی
ہمیشہ لشکر کفار سامان حرب اور تعداد میں مسلمانوں
سے بڑھ چڑھکر ہوتا تھا۔ اگر تلوار کی وجہ سے دین قبول
کیا جا سکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ جن کے پاس
کثرت سے تلواریں تھیں۔ وہ مٹتے گئے۔ اور جن کے پاس
بالکل معمولی سامان تھا۔ وہ بڑھتے گئے۔ ان حالات
کی موجودگی میں اگر عقل سے کام لیا جاوے۔ تو ہر شخص کہہ
سکتا ہے۔ کہ اسلام بزور صداقت پھیلا۔ نہ بزور
شمشیر لیکن اگر عقل کو چھوڑ کر تعصب سے کوئی کام لے۔
تو یہ تسلیم کرنے سے وہ یہ اعتراض کر سکتا ہے۔ اسی لئے شیخ
سعدی رحمۃ اللہ نے کہا ہے۔ کہ ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے است
کمال است سعدی و در چشم دشمناں خار است

(عبدالاحد مولوی فاضل)

گاڈفری ہیگنس۔ اپنی کتاب اپالوجی میں لکھتے ہیں۔
مجھ کو کوئی متعصب یا مذہب ایسا یاد نہیں۔
جو سخت خرافات یا نہایت ہیچ سے خواہ دونوں سے
پر نہ ہو مگر کل مذاہب مقررہ سے جن کا بیان میں نے پڑھا ہے۔
محمدؐ کا مذہب نہایت سادہ اور حکیمانہ ہے۔ اور اپنی
اصلی پاکیزگی میں مشکلات کم رکھتا ہے۔ اس عقیدہ سے
زیادہ سادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ۔ یعنے معبود برحق خدا ہے۔
اور محمدؐ اس کے رسولؐ اور اس کی راہ بتانے
والے ہیں۔ (صـ۱۱۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانند مشن

میر محمد اسحٰق صاحب احمدی مولوی فاضل

اور

پنڈت چموپتی صاحب ایم۔ اے

(نمبر ۴)

گذشتہ نمبر میں ہمنے پنڈت جی کو بتایا تھا۔ کہ مخلوق الٰہی میں جتنی اقسام کی مالکیت ہے۔ وہ سب غیر حقیقی اور مجازی اور عارضی ملکیت ہے مالک کل یعنے حقیقی مالک سوائے خدا تعالےٰ کے اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور اس کی مثال میں لکھا تھا۔ کہ ایک شخص اپنا روپیہ خرچ کر کے ایک مکان تعمیر کراتا ہے۔ تو اس کا وہ مالک بن جاتا ہے۔ لیکن یہ ملکیت بھی اس کی مجازی اور عارضی ہے۔ کیونکہ ایک وقت ایسا ہوسکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کسی بغاوت وغیرہ کے جرم میں اس کی کل جائداد ضبط کرلے۔ اور اس کی مالکیت سے نکل جائے۔ یا وہ خود ہی اس مکان کو فروخت کردے۔ اور مشتری اس کا مالک بن جائے۔ اور بائع کا اس سے کوئی تعلق ملکیت نہ رہے۔

تیسرا مالک وہ شخص کسی چیز کا ہوسکتا ہے۔ کہ اس کو وہ چیز وراثت میں اپنے بزرگوں سے ملی ہو جس کے بعد وہ اس مال کا مالک ہو جاتا ہے۔ اور وارثوں کی ملکیت جن کا ورثہ اس کو ملا ہے ختم ہو جاتی ہے۔

چوتھا مالک وہ ہوتا ہے۔ کہ کسی نے اس کو کوئی چیز بطور بخشش وانعام وخیرات کے عطا کی ہو تب وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے۔ اور انعام دینے والا اور خیرات کرنے والا پھر اس چیز کا مالک نہیں رہتا۔

پانچواں مالک وہ ہوتا ہے جس کو کوئی چیز کہیں سے پڑی پڑی ملجائے۔ مگر یہ مالک اس وقت تک کہلاتا ہے۔ جب تک اس گم شدہ چیز کا اصل مالک نہ ملے۔ جب اصل مالک کا پتہ لگ جائے کہ میری گم شدہ چیز فلاں شخص کے پاس ہے تو وہ اس سے واپس لے سکتا ہے۔

چھٹا مالک وہ ہوتا ہے۔ جو زبردستی کسی چیز کو چھین کر اپنے قبضہ میں کرلے۔ جیسے کہ ایک زبردست طاقت ور سلطنت کسی زیردست کمزور سلطنت پر جبراً یا جنگ کر کے اپنے قوت بازو سے قابض ہو کر مالک بن جاتی ہے۔

ساتواں مالک وہ ہوتا ہے۔ جو چوری کر کے یا ڈاکہ مار کر کسی کے مال پر قابض ہو جائے۔ اور پھر اس کا پتہ اصل مالک کو نہ ملے۔ تو ایسا چور اور ڈاکو بھی اس مال کا مالک ہوتا ہے۔

آٹھواں مالک وہ ہوتا ہے کہ اس کی خانہ زاد کوئی چیز ہو۔ مثلاً ایک گھوڑی نے جس کا وہ پہلے سے مالک ہے۔ بچہ دیا۔ تو وہ اس کا خانہ زاد ہے جس کا وہ مالک ہے

نواں مالک وہ ہوتا ہے۔ جس کو کوئی خود اپنا مالک تسلیم کرلے۔ جیسے کہ کسی کو پریسیڈنٹ یا مختار عام وغیرہ بنا لیتے ہیں۔ اور جب چاہیں اس کو علیحدہ کر دیں۔

دسواں مالک وہ ہوتا ہے۔ جو کسی چیز کو خود اپنی تجویز اور عقل سے ایجاد کرتا ہے۔ مثلاً ایک گھڑی کو زید نے پہلے پہل اپنی عقل سے ایجاد کیا۔ اور جس قدر اس میں پرزے وغیرہ ہیں۔ لوہے کے یا پیتل کے یا کسی اور دھات کے ہیں۔ اس لوہے اور پیتل کو اور دھات کو بھی اس نے خود ایجاد کیا ہے۔ کسی جگہ سے مستعار یا خرید کر یا چھین کر نہیں لیا۔ غرضیکہ ہر چیز اس گھڑی کی مع اس کی تمام علتوں کے خود ہی پیدا کی ہے اب یہ شخص حقیقی طور پر اس چیز کا مالک کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں کسی دوسری ہستی کا وہ محتاج نہیں ہوا اب کچھ اس نے خود ہی بنایا ہے۔ نہ اس سے کوئی بالاتر ہستی اس کو مالک ہونے سے خارج کرسکتی ہے۔ ایسا مالک ہی اس چیز کا مالک کل اور حقیقی مالک ہوسکتا ہے۔ لیکن مخلوق دنیا میں ایسا کوئی مالک نہیں نظر آتا۔ اگر ہو تو پنڈت چموپتی صاحب ثابت کریں۔

جہاں تک ہم عقل دوڑا سکتے ہیں۔ اور ہمارا مشاہدہ شہادت دیتا ہے۔ یہی اقسام مالکوں کی دیکھنے میں آتی ہیں۔ اب ہمارا چموپتی صاحب بتلائیں کہ آریہ ایشور یعنے ویدک پرمیشور ان اقسام میں سے کس قسم کا روح ومادہ کا مالک ہے۔ آیا اس نے روح ومادہ کو خرید کر دنیا بنائی ہے۔ یا نئی بنائی اصل مالک سے خرید لی ہے۔ یا کسی وراثت میں روح ومادہ اس کو ملے ہیں۔ یا کسی نے بطور انعام یا خیرات اس کو دیدیئے ہیں۔ یا اتفاقاً کہیں سے گرے پڑے مل گئے ہیں۔ یا کسی سے زبردستی جنگ کر کے فتح کر لئے ہیں۔ یا چوری کر کے یا ڈاکہ مار کر حاصل کئے ہیں۔ یا اس کی سابقہ مملوکہ کسی روح سے بطور خانہ زاد پیدا ہو گئے ہیں۔ یا خود روحوں نے ایشور کو اپنا مالک اور پریسیڈنٹ منتخب کر لیا ہے۔ یا خدا نے خود اپنی طاقت سے روح ومادہ کو پیدا کیا ہے؟ یا تو پنڈت جی ان اقسام میں سے کسی قسم کا مالک ایشور کو قرار دیں۔ یا ان اقسام سے علاوہ کوئی اور قسم کا مالک بتائیں۔ جس کے مطابق اس کو مالک بنائیں۔ اور جس قسم کے مالکوں کو آپنے مثال میں پیش کیا ہے۔ ان کے حالات پر غور کر کے شرمائیں۔ کیونکہ ان میں سے کوئی بھی مالک نہیں ہے۔ صرف آپ کی خوش فہمی ہے سنیئے۔

آریہ پنڈت کے مالک

پرمیشور کی روحوں اور مادہ پر مالکیت کے ثبوت میں ایم۔ اے پنڈت تنظیریں اور مثالیں دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

(۱) "اولاد پر والدین کا تصرف کم سے کم اس وقت تک تو رہتا ہی ہے جب تک اولاد بالغ نہ ہو۔ یہ کس حق سے؟ اولاد بھی انسان ہیں والدین بھی۔ ایک دوسرے کا خالق بھی نہیں۔"

(۲) "استاد کا اپنے شاگردوں پر دوران تعلیم میں تصرف ہوتا ہے۔ یہی تعلق پرماتما (خدا) کا آتماؤں (روحوں) سے ہے۔ آتمائیں پرماتما کے نزدیک ہمیشہ نابالغ ہیں۔ اور نابالغ ہونے کی وجہ سے اس کی مرضی کے تابع ہیں۔"

(۳) "دنیوی تعلقات میں حاکم ومحکوم۔ بادشاہ ورعایا۔ معلم ومتعلم وغیرہ وغیرہ متصرف اور متصرف بہ موجود ہیں۔ یہ سب تصرف کی صورتیں ہیں اور اس تصرف کی وجہ خالق ومخلوق ہونا نہیں بلکہ ادراک وحکمت کی کمی بیشی ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۴) "انسان اور حیوان دونوں مخلوق ہیں۔ لیکن انسان حیوانات کا مالک ہے۔ یعنے ان کے استعمال کا حق رکھتا ہے۔" ص۲۷)

دیکھئے کس قدر چھوپتی پنڈت عاجز ہو گئے ہیں۔ اور میر صاحب کے مطالبہ کا جواب دینے سے تہرا رہے ہیں۔ اور اصل سوال کو چھوڑ کر کچھ کا کچھ فرما رہے ہیں۔

اصل سوال تو یہ ہے۔ کہ روحیں جو کہ ایشور کی طرح ازلی اور غیر مخلوق ہیں۔ اور اپنی فنا اور بقاء کے لئے خدا کی محتاج نہیں۔ کیونکہ خدا ان کو نہ فنا کر سکتا ہے نہ اپنے تقاء و قیام کے لئے انکو خدا کی ضرورت ہے نہ خدا نے ان کی کوئی طاقت یا صفت گھٹا دینی یا بڑھا دینی ہے۔ وہ تو اپنی مع تمام صفات کے غیر مخلوق اور ازلی ابدی ہیں۔ ایسی ہستی پر پرمیشور نے کیوں قبضہ کیا۔ اور کس طرح ان کا مالک کل بن گیا۔ اور ان پر تصرف کرنے لگا۔ ایسے صاف سوال کو بھول بھلیاں میں ڈالکر آریہ پنڈت تصرف متصرف یہ کی گردان کر رہے ہیں۔ اور ایسے تنکوں کا سہارا لے رہے ہیں۔ جو ہاتھ لگتے ہی ٹوٹ جائیں۔ پنڈت چھوپتی جی! کیا آپ نے ساری دنیا کو آریہ ہی سمجھ لیا ہے۔ کہ کوئی ٹھکانے کی بات کہتے ہی نہیں۔ جناب من۔ مقابل میں اجمیری ہیں۔ جو آپ کے ہر رنگ کو خوب پہچانتے اور ہر اُمل بے جوڑ باتیں آپ کی جانتے ہیں۔ ہم پوچھتے کیا ہیں۔ اور آپ بتاتے کیا ہیں؟ بھلا تصرف کا جھگڑا کیا۔ متصرف اور متصرف یہ تو ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ان کا کیا پوچھنا پوچھنا تو یہ ہے کہ اس تصرف کا حق متصرف کو کیسے حاصل ہوا۔ آپ کو ذرا عقل سے کام لیکر سوچنا چاہیئے۔ کیا مالک۔ قابض اور متصرف۔ مترادف ہیں؟ پوچھا جاتا ہے۔ مالک کے متعلق جواب دیتے ہیں آپ متصرف ہے۔ پنڈت جی مہاراج۔ کسی شے پر پہلے قبضہ حاصل کیا جاتا ہے۔ قابض ہونے کے بعد اس کا مالک بنتا ہے۔ مالک بنکر پھر اس پر تصرف کرتا ہے۔ یہ موٹی بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی۔ جو آپ مالکیت کی تعریف "جائز استعمال" کرتے ہیں۔ ص۲۹ اور تصرف کے معنے بھی "جائز استعمال" بتلاتے ہیں۔ ص۲۷ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ مالک اور متصرف کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔

ہر متصرف و قابض مالک نہیں ہوتا

سنیئے مہاراج۔ آپ ایک موٹر کرایہ پر لیتے ہیں۔ کرایہ دیکر اس کو استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ استعمال آپ کا جائز ہے۔ لیکن آپ اس کے قابض تو ہیں۔ مالک نہیں۔ ایسے ہی ایک مکان آپ کرایہ پر لیتے ہیں۔ اور اس کو جائز استعمال کرتے ہیں۔ لیکن نہ یہ تصرف آپ کا مالکانہ ہے۔ اور نہ قبضہ اس پر آپ کا مالکانہ ہے۔ ایسا ہی ایک ناخواندہ سا ہوکار ایک ایم۔ اے کو اپنا کارندہ یا مختار رکھتا ہے۔ اور اس کو تنخواہ دیتا ہے۔ اور اس سے کام کراتا ہے۔ اس پر مالکانہ تصرف کرتا ہے۔ لیکن نہ اس کا وہ مالک ہے۔ نہ قابض۔ پس اس کو خوب یاد رکھو۔ کہ ہر متصرف و قابض مالک نہیں ہوتا۔ محض عارضی قابض اور متصرف ہوتا ہے۔

ہر مالک متصرف ہوتا ہے

ہاں جو شخص کسی چیز کا مالک ہے۔ وہ متصرف بھی ضرور ہوتا ہے۔ اور اس کا یہ تصرف عارضی نہیں ناجائز نہیں۔ بلکہ مالکانہ ہے۔ جس سے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ برخلاف کرایہ دیکر لی ہوئی یا مستعار مانگی ہوئی چیز کے کہ جس کو مالک جب چاہے واپس لے سکتا ہے۔ اسیطرح یہ بھی سمجھ لو۔ کہ ہر مالک کے لئے قابض ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ بغیر قبضہ کئے مالک نہیں بن سکتا۔ اور یہ قبضہ مالکانہ ہے نہ کہ مرتہنانہ یا کرایہ دارانہ و مستعارانہ وغیرہ جو عارضی اور وقتی قبضہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ فرمائیے۔

کہ اولاد کے والدین اور شاگردوں کے استاد اور حاکموں کے محکوم مالک ہوتے ہیں۔ یا متصرف و قابض اور قبضہ انکا مالکانہ ہوتا ہے یا عارضی اور وقتی۔ کیا آپ کو حضرت میر محمد اسحٰق صاحب فاضل کا یہ جواب نظر سے نہیں گذرا تھا۔ کہ

"بچے مرتے ہیں۔ تو ماں باپ کی مالکیت کہاں جاتی ہے؟ اور ان کا تصرف کیا کرتا ہے۔ بڑھیا ماں کلوتے جوان مرنے والے بیٹے کے سرہانے بیٹھی ہے۔ مگر ملک الموت سے کوئی بس نہیں چلتا۔ وہ آتا ہے اور روح لے جاتا ہے۔" ص۱۴۱

اس جواب کو پڑھ کر بھی آریہ پنڈت کا یہ کہنا کہ

"ذرا اللہ میاں سے ہی زندہ کرا دیتے"

کس قدر بے علمی اور کمزوری کا اظہار ہے۔ پنڈت جی! اللہ میاں تو اصل مالک اور مالک کل ہے۔ اس کے ہاتھ سے دوسرا کیا حق رکھتا ہے کہ مملوک کو چھوڑا لے یہی بات تو آپ کو بتلائی گئی تھی۔ کہ جن والدین کو آپ اولاد کا مالک اور متصرف قرار دیتے ہیں۔ وہ ایسے متصرف اور مالک ہیں جو اپنی مملوک اور متصرف بہ کو اصل مالک سے نہیں چھوڑا سکتے۔ اگر یہ بھی حقیقی مالک ہوتے۔ جیسا کہ خدا مالک ہے۔ تو کبھی اپنی مملوک کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ اور بے بس ہو کر رونے پیٹنے میں نہ لگ جاتے۔ اور یہی حال شاگردوں کا استادوں سے ہے۔ نہ کبھی آج تک ہمنے سنا کہ ماسٹر یا استاد اپنی سٹوڈنٹ اور متعلم کے مالک ہوتے ہیں۔ اور نہ ہمنے کبھی یہ دیکھا۔ کہ رعایا بادشاہ کی مملوک ہوتی ہے صرف جابرانہ یا زبردستی کا تصرف اور عارضی اور وقتی قبضہ ہوتا ہے جس میں مالکیت کا ایک رتی بھر اثر نہیں یہ جتنے متصرف اور مالک آپ نے گنائے ہیں۔ وہ سب ایسے ہیں۔ کہ کبھی مملوک ان سے جدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی وہ مملوک سے پہلے گذر جاتے ہیں۔ کبھی ان سے خود بخود متصرف بہ آزاد ہو جاتے ہیں۔ کبھی دوسرا ان سے چھین کر لے جاتا ہے۔ ایسے متصرف اور قابض اور مالکوں پر خدا کے قابض اور مالک ہونے اور متصرف کرنے کا قیاس کرنا آپ جیسی ذی شعور آریہ پنڈت کا ہی کام ہے ورنہ کوئی سلیم العقل کبھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ والدین اور استاد اور حاکم اپنی اولاد اور شاگردوں اور مملوکوں کے مالک ہوتے ہیں۔ پس آپ بقائمی ہوش و حواس فرمائیے۔ کہ ایشور مہاراج نے روحوں پر قبضہ کس حق سے حاصل کیا۔ اور قبضہ انکا مالکانہ ہے یا غاصبانہ۔ اور اگر تصرف اس کا کس حیثیت سے ہے؟ استاد شاگرد جیسا یا والدین اولاد جیسا یا حاکم محکوم جیسا کیونکہ ان سب کا قبضہ اور تصرف عارضی اور وقتی اور جبری ہے۔ فتدبروا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

داڑھی رکھنا

اسلام نے جو مردوں کو داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے یہ بھی فلسفہ قدرت پر مبنی ہے۔

یہ بات بالکل صاف اور سب کے نزدیک مسلم ہے کہ انسانی عمر کا پہلا حصہ یعنی قبل بلوغ حصہ ایسا ہے کہ لڑکی لڑکا ایک قوم کے ممبر ہوتے ہیں۔ نہ اس حالت میں لڑکی لڑکے کا وجود بطور افراد قوم شمار ہوتا ہے۔ بلوغت کے بعد مرد کے چہرے پر بال پیدا ہوتے ہیں۔ لڑکی کے پستان ابھرتے ہیں اسوقت یہ قوم میں بہ حیثیت ایک فرد کے شمار ہوتے ہیں۔

انسانی عمر کے تین حصے ہیں۔ اس حیثیت سے انسانی عمر کو اگر سہ منزلہ مکان سے تشبیہ دیں تو کہہ سکتے ہیں کہ انسانی عمر کی پہلی منزل کی انتہا اس کے بالوں میں سفیدی کا آغاز ہے۔ تیسری منزل اس کی سفیدی میں گذرتی ہے۔ ان تین منزلوں میں مرد عورت برابر ہیں۔ فرق صرف ایک بات میں ہے۔ کہ مرد بعد زمانہ نابالغی ختم ہونے پر اسکے چہرہ پر سیاہ بالوں کی لکیر پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کو داڑھی کہتے ہیں۔ اور عورت اس سے خالی رہتی ہے۔

ہمنے انسانی عمر کو سہ منزلہ مکان سے تشبیہ دی ہے۔ اس لئے اس داڑھی کی تشبیہ پہلی منزل کی کانس سے ہو سکتی ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ عمارتی اصول سے پہلی اور دوسری منزل میں فصل دکھانے کو معمار لوگ تھوڑی سی اینٹیں باہر نکال دیتے ہیں جسکو کانس کہتے ہیں۔ یہ نشان ہوتا ہے کہ پہلی منزل ختم ہو کر دوسری شروع ہو گئی۔ قدرت نے انسانی عمر کی پہلی منزل ختم ہونے پر مرد میں داڑھی سے اور عورت میں پستانوں سے تمیز پیدا کرتی ہے۔ چونکہ یہ ایک قدرتی فعل بغرض تمیز بین المنزلین ہے۔ اسلئے اس کا نابود کرنا قدرتی فلسفہ کے خلاف ہے۔ اور اس کی تمیز کی صورت میں موجود رکھنا فلسفہ قدرت کے عین مطابق ہے۔

بعض لوگ اسموقعہ پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ اس اصول سے تو سکھوں کا فعل صحیح ہوگا جو داڑھی مونچھ کو بالکل نہیں کٹاتے یہانتک کہ منہ بھر جاتا ہے۔ متشرع مسلمان لبیں کٹاتے ہیں اور داڑھی بھی درست کر لیتے ہیں۔ تو یہ فعل ان کا بھی خلاف منشاء قدرت ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کا فعل اصلاح ہے افنا نہیں۔ اسکی مثال بالکل یہ ہے کہ خربوزہ کو کھانے کے لئے چیر کر بیج اور چھلکے الگ کر کے کھاتے ہیں۔ ہر قسم کے پھل اسی طرح صاف کر کے کھاتے ہیں۔ کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو خربوزہ وغیرہ کو اسی شکل میں کھا جائے جس شکل میں وہ پیدا شدہ ہے۔ سکھوں کے فعل اور مسلمانوں کے فعل میں یہی فرق ہے کہ گویا سکھ خربوزہ کو اصلی حالت میں کھا جاتے ہیں اور مسلمان صاف ستھرا کر کے کھاتے ہیں۔

بالکل واضح بات ہے، کہ مسلمانوں کی متشرع شکل دیکھ کر کسی نادان کو بھی یہ شبہ نہیں ہوتا۔ نہ نزدیک سے نہ دور سے کہ یہ شخص ابھی سادہ رو ہونیکی وجہ سے عمر کی پہلی منزل میں ہے برخلاف اس کے جو نوجوان داڑھی مونچھ کا صفایا کرتے ہیں۔ انکے دیکھنے سے نزدیک سے نہیں تو دور سے مرد و زن کی بابت یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ یہ ابھی نوعمر ہیں۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے۔ گویا مکان کی کانس کو گرا کر دونوں منزلوں کو ایک دکھاتے ہیں۔

ایک سوال یہاں یہ پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ مرد اگر داڑھی منڈوا کر مونچھیں رکھ لے تو اس کی کانس ہی بحال ہے۔ اور چہرہ کی صفائی بھی ہو جائے۔

اس کا جواب:۔ یہ ہے کہ بیشک اس صورت میں مرد معلوم ہوگا۔ مگر قدرت کے منشاء کے خلاف ہے۔ کیونکہ قدرت نے مونچھ کے ساتھ داڑھی بھی اسی غرض سے پیدا کی ہے۔ اگر صرف مونچھ کافی ہوتی تو داڑھی نہ ہوتی۔ اگر داڑھی کافی ہوتی تو مونچھ نہ ہوتی ہمیں تو یہ دکھانا منظور ہے کہ داڑھی مونچھ چونکہ دونوں کو خدا نے نشان بلوغت بنایا ہے۔ اسلئے دونوں کا وجود رہنا فلسفہ قدرت کے موافق ہے ہاں ان دونو کو بطور نشانکے رکھکر صفائی کرنا منع نہیں

دوسرا اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اگر قدرت کی ہر چیز کو بحال رکھنا ضروری ہے تو ناخن کیوں کٹواتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ناخن عمر کے مراتب میں یا مرد عورت میں حد فاصل نہیں۔ وہ تو جسم کی خارش کھجلانے کی خدمت کے لئے ہیں۔ جو خدمت قدرت نے ان کے سپرد کر رکھی ہے وہ اسی صورت میں ہوتی ہے۔ کہ انکو زیادہ لمبا نہ ہونے دیا جائے۔ لمبا ہونے سے وہ اس خدمت کو ادا نہیں کر سکیں گے۔

مانگ سر کے بالوں کو تقسیم کرنے کے لئے ایک خط کھینچا جاتا ہے جسے مانگ کہتے ہیں۔ مسلمانوں میں یہ خط کھینچنا سنت ہے مگر سر کے درمیان میں۔ اسکا فلسفہ قدرت یہ ہے کہ انسانی جسم کی تقسیم بتا رہی ہے۔ کہ سب سے پہلے انسانی جسم کو دو ٹانگوں نے دو حصے کر رکھا ہے۔ اسلئے تھوڑی دور پر تقسیم کی برجی ناف ہے۔ جو درمیان میں ہے۔ اس سے بعد عورت مرد دونوں کے پستانوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے اوپر نظر ڈالئے تو گلے میں ایک گھنڈی (ٹینٹوا) نظر آئیگی۔ جو برابر درمیان میں ہے۔ اس سے اوپر چلئے تو چہرہ کو برابر تقسیم کرنیوالی چیز ناک نظر آئے گی جو چہرہ کے بالکل درمیان ہے۔ ناک سے اوپر ماتھے کا میدان تھوڑا سا صاف نظر آتا ہے اس کے اوپر بالوں کا گھنا جنگل ہے۔ اب معاملہ زیر غور یہ ہے۔ کہ اس گھنے جنگل کو کسطرح تقسیم کریں۔ نیچے کی سڑک راہنمائی کرتی ہے۔ کہ بالوں کی تقسیم کرنیکو جو مانگ نکالی جائے وہ اسی خط مستقیم پر ہو جو نیچے سے اوپر تک آیا ہے۔ یعنی بالوں کی مانگ بین ناک کی سیدھ پر سر کے بیچ میں ہو۔ اسکے علاوہ بالوں کا رخ دیکھا جائے تو وہ بھی یہی راہنمائی کرتا ہے کہ مانگ درمیان سر کے ہو جو اسلامی طریق ہے۔ ہر آدمی دوسرے کے بالوں کو دیکھ سکتا ہے۔ کہ درمیان میں بالوں کو تقسیم کرنے سے بال اپنی رفتار نمو میں ٹیڑھے نہیں ہوتے برخلاف دائیں بائیں جانب سر کے مانگ نکالنے سے بالوں کو ان کی قدرتی رفتار میں الٹنا پڑتا ہے۔ اسلئے کسی نیچرل شاعر نے خوب کہا ہے۔ معشوق کو مخاطب کر کے کہتا ہے ؎

تمہارے دونوں کاکل لڑ رہے تھے دلکے لینے پر
تمہاری مانگ نے جھگڑا چکایا درمیان ہو کر

اس قدرتی فلاسفی کے علاوہ نظر غور سے دیکھیں۔ تو درمیانی سیدھی مانگ میں جو خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔ وہ ٹیڑھی مانگ میں نہیں کیونکہ وہ چہرے کے سامنے نہیں ہوتی اور نہ بالوں کو باقاعدہ تقسیم کرتی ہے۔

نوٹ ہمارا مقصود صرف اتنا ہے۔ کہ اسلام جو حکم دیتا ہے۔ خواہ وہ از قسم عبادت ہو۔ یا از قسم اخلاق یا از قسم تمدن یا از قسم وضع۔ وہ حکم ضرور فلسفہ قدرت پر مبنی ہوتا ہے۔ چونکہ آجکل کے نو تعلیم یافتہ لوگ ان تینوں امور میں ایک غلط راہ پر جا رہے ہیں یا جانیکا تہیہ کر چکے ہیں۔ اسلئے ازراہ ہمدردی انکو بتایا گیا ہے۔ کہ فلسفہ قدرت کی راہنمائی میں کام کریں۔ خلاف نہ کریں۔

(اہلحدیث)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھوڑ دو وہ راگ جسکو آسماں گاتا نہیں
اب تو ہیں اے غافلو اس دیں کے گن گانیکے دن

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کے ساتھ ۱۷ جون کے جلسے بڑی کامیابی کے ساتھ ہر مقام میں انجام پذیر ہوئے۔ سوائے اُن دو چار جگہوں کے جہاں کے لوگوں کے دل بالکل اس پاک و کامل انسان کی محبت سے کورے تھے۔ جو تمام نبیوں کا سردار اور تمام دنیا کا نجات دینے والا ہے۔ اور جس کے احسان سے دنیا کا کوئی فرد محروم نہیں۔ جو تمام کے لئے موجب رحمت ہے جس کا احسان جیسا اپنوں پر ہے۔ ویسا ہی غیروں پر ہے۔ (صلے اللہ علیہ وسلم) یہی وجہ تھی۔ کہ غیر مسلم اقوام کے بعض تعلیم یافتہ اور غیر متعصب معززین نے اس میں بڑھ بڑھ کر حصہ لیا۔ اور دوسرے لوگوں کو ان جلسوں میں شامل ہونے کی بڑے زور سے تحریک کی۔ اور اپنوں سے بڑھکر ان لوگوں نے آپؐ کی محبت کا ثبوت دیا۔ لیکن افسوس ہے۔ ان لوگوں پر جو اپنے آپکو اس کی طرف تو منسوب کرتے ہیں۔ اور آپؐ کی محبت کے دعویدار ہیں۔ اور ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہم ہی آپؐ کے فدائی ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کے دل اس کی محبت سے بالکل کورے ہیں۔ اور ان کو اس پاک وجود سے اتنی بھی محبت نہیں۔ جتنی کہ ان کو اپنے نوکروں سے ہے۔ دنیا کا کون سا عقلمند انسان ہے کہ جس کے باپ کی کوئی غیر آکر تعریف کرے۔ اور اس کے احسانات کا اعتراف کرے۔ اور وہ اس کے مارنے کے لئے آگے سے خنجر اٹھائے۔ اور کہے کہ تو کون ہے میرے باپ کی تعریف کرنیوالا۔ ذرا غور کا مقام ہے۔ ان جلسوں کی تحریک کرنے والے جماعت احمدیہ قادیان کے امام تھے۔ جن کی کوئی غرض مخفی نہ تھی۔ جس میں کہ قادیانیوں کا خاص اپنا فائدہ ہو بلکہ اس میں صرف غرض یہ تھی۔ کہ آپؐ کے حالات سے ناواقف لوگ جن کے پاس بگاڑ بگاڑ کر آپؐ کے حالات بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ ان سے آگاہ ہوں۔ اور وہ فساد جو اس ناواقفیت سے پیدا ہوتا ہے وہ دور ہو جائے۔ کون ہے جو آپؐ کی محبت کا دعویٰ کرنے والا اس امر کو پسند نہیں کرتا جس کے دل میں آپؐ کی ذرا بھر بھی محبت تھی۔ ان لوگوں نے تو اس مبارک اور بابرکت تحریک کو نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ بلکہ اور لوگوں کے اندر بھی اس تحریک کو وسعت دی۔ اور لوگوں کو ان جلسوں میں شامل ہونے کی زور سے تاکید کی اور بیشک ان لوگوں کی کوششیں کامیاب ہوئیں۔ اور ہر جگہ جلسے نہایت کامیابی سے انجام پذیر ہوئے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بڑے بڑے اجر دے اور آئندہ جلسوں میں بڑھ بڑھ کر حصہ لینے کی توفیق دے۔ لیکن وہ لوگ جن کے دل آپؐ کی محبت سے بالکل کورے تھے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ساتھ ان کو اس قدر تعصب تھا۔ کہ وہ اس شخص کی محبت کو بھی تباہ اور برباد کر چکے جس کی محبت کا وہ خود اپنی زبانوں سے دعویٰ کرتے تھے۔ اور ان لوگوں نے اس تحریک کی جس تحریک کو چاہیئے تھا۔ کہ یہ نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے۔ اور اس تحریک کی جس میں قوم اور ملک کا ایک عظیم الشان فائدہ مخفی تھا۔ اعتراف کرتے۔ لیکن بجائے اس کے ان دل کے سیاہ لوگوں نے اس تحریک کو روکنے کی کوشش کی۔ اور چوٹی سے ایڑی تک زور لگایا۔ کہ کسی طرح یہ جلسے کامیاب صورت میں نہ ہوں۔ اور لوگوں کو ان جلسوں میں شامل ہونے سے منع کیا۔ لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں آپؐ کی محبت اور آپؐ کے احسانات کی قدر تھی۔ وہ نہ رُکے اور ان کی باتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان نادان دوستوں کو سمجھ دے۔ اور ان کے اندر اپنا نفع نقصان سوچنے کا مادہ پیدا کرے۔ اور ان کے تعصب کو دور کرے۔ ان لوگوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کے تعصب میں اس پاکؐ وجود کو جس سے بڑھ کر کوئی پاک نہ ہوا ہوگا۔ اور اس محسن جہان کو جس کے احسانات لوگوں پر اس قدر ہیں۔ کہ ان کا گنانا دشوار ہے۔ جس کی ہمدردی بنی نوع انسان کے لئے اس قدر بڑی ہو کہ جس کی نظیر نہ ملی اور نہ ملتی ہے۔ اور نہ ملے گی۔ اس کے ساتھ بھی اپنے دشمنی کا بیّن طور پر ثبوت دیا۔ لیکن یہ نادان دوست سُن رکھیں۔ کہ ہماری جانیں اُس کی محبت میں نکلینگی۔ ہم اپنے جسموں کا ذرہ ذرہ اس محسنؐ پر قربان کر دینگے۔ ہم اُس کے احسان کو فراموش کرنے والے نہیں۔ ہم اُس کے احسانوں کی قدر کرنے والے ہیں۔ ہم دنیا میں اس لئے آئے ہیں۔ کہ اُس کے احسان کے بدلے میں اپنا سب کچھ دیدیں۔ ہماری زندگی کا ہر لمحہ اُس کی یاد میں کٹتا ہے۔ اور کٹے گا۔ اس کی محبت سے ہم کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ ہم صرف زبان سے دعوے کرنے والے نہیں۔ بلکہ ہمارے دلوں کے اندر اُس کی محبت کے گہرے نشان ہیں۔ جن کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ تم لوگ بیشک ہم کو دھوکہ باز کہو۔ گالیاں دو۔ منکر رسولؐ کہو۔ لیکن ہم کو ان باتوں کی ذرا پرواہ نہیں۔ دنیا کے عقلمند خوب جانتے ہیں۔ کہ کون لوگ دھوکہ باز اور فریبی ہیں۔

آخر میں میں ان تمام لوگوں کی خدمت میں پُرزور درخواست کرتا ہوں۔ جن کو آپؐ سے محبت ہے۔ کہ وہ ان لوگوں کے برخلاف ضرور آواز بلند کریں۔ جنھوں نے اس قدر بڑے عظیم الشان محسنؐ جہان کی کچھ قدر نہ کی۔ جو لوگ اپنے محسن کی قدر نہیں کرتے۔ وہ ضرور تباہ اور برباد ہوتے ہیں۔

خاکسار

(عبدالرحیم مدرسہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مختصر فہرست کتب فاروق بک ایجنسی قادیان

خصوصاً اہل بزم خریدار

سلسلہ کی کتابیں

تبلیغ رسالت :۔ سوائے جلد پنجم و ششم کے جلد اوّل دوم سوم چہارم ہفتم ہشتم نہم دہم۔ ان جلدوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے نایاب اشتہارات ۱۸۷۶ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک جمع کر دیئے ہیں۔ قیمت لہ

التنقید۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے رسالہ قبریح کا مسکت و دندان شکن جواب۔ قیمت ۳ر

صادق کلمات :۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے رسالہ ہفوات مرزا کا جواب لاجواب۔ قیمت ۴ر

فیصلہ الٰہی :۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا آخری فیصلہ اور اس کی اصل حقیقت کا انکشاف۔ قیمت ۷ر

مرقع ثنائی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا وہ پرچہ اخبار جس میں امرتسری نے مباہلہ سے انکار کیا تھا۔ ۴ر

فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی۔ امرتسری کے مسلمات پر خدا نے جو آخری فیصلہ فرمایا۔ کہ ثناء اللہ زندہ رہ کر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو ثابت کر دیا۔ اس کی مکمل بحث اور اس کے ساتھ حضرت اقدس کے اصلی خط کا عکس اتار کر شامل کیا گیا ہے ۸ر

علماء خلف :۔ ندوۃ العلماء نے علماء سلف نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں گذشتہ علماء کے اخلاق اور دینداری کے نمونے پیش کئے گئے تھے۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اس کتاب کا مصرع ثانی "علماء خلف" کے نام سے لکھ کر موجودہ علماء کی بیدینی اور شرارتوں اور اخلاقوں کا صحیح فوٹو اتار کر پیش کر کے دکھا دیا۔ کہ سلف جن کے وہ تھے خلف انکے یہ ہیں۔ عہ

ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار۔ (حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جب امرتسری کو مباہلہ کے لئے لکھا۔ امرتسری نے ہمیشہ انکار کیا۔ اور فرار۔ اور کبھی اس فیصلہ کی طرف نہ آیا۔ اس رسالہ میں دلچسپ حالات ثناء اللہ صاحب کے ہیں ۴ر

عشرہ سوالات کے جوابات :۔ غیر احمدیوں کے علماء نے جو سب سے بڑے دس سوالات ایسے کئے تھے جن کا جواب ان کے خیال میں سلسلہ احمدیہ نہیں دے سکتا تھا۔ انکے مکمل مفصل اور مدلل ایسے جواب لکھے گئے ہیں۔ کہ انشاء اللہ قیامت تک نہ بھولیں گے۔ چند نسخے باقی ہیں۔ جلد منگاؤ۔ بہت کتاب ہے۔ قیمت عہ

النبوۃ فی الالہام وفی الاحادیث } دو حصہ قابل دید قیمت ۱۳ر

ثنائی ہرزہ درائی :۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی وہ تمام گالیاں ردلیف دار الف سے لیکر ی تک اس رسالہ میں جمع کر دی ہیں۔ جو ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اوّل و دیگر اراکین جماعت کو اپنے اخبار اہلحدیث اور مرقع کے ذریعہ دیں۔ قیمت ۵ر

چودھویں صدی کا یہودی۔ مولوی ثناء اللہ نے ایک رسالہ چودھویں صدی کا مسیح شائع کیا تھا۔ اس کے مقابلہ میں یہ رسالہ امرتسری کی شان میں لکھا گیا۔ قیمت ۵ر

احمدی نمبر اوّل۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ غیر احمدی علماء کی مماثلت حسب پیشگوئی آنحضرت صلعم ثابت کیگئی ہے۔ ۲ر

بحر حقیقت۔ محمد علی مونگیری علیہ ما علیہ کے مریدوں کے ایک رسالہ کا جو حضرت اقدسؑ کے خلاف شائع ہوا تھا۔ تحقیقی جواب۔ قیمت ۴ر

تنقید صحیح۔ فرقہ بابیہ نے ایک رسالہ سلسلہ احمدیہ کے خلاف لکھ کر یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی تھی کہ مہدی و مسیح دو وجود ہیں۔ ایک علی محمد باب اور دوسرا آپکا اللہ۔ اس کے جواب میں مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ دمشق نے یہ لاجواب رسالہ لکھا ہے۔ جس کا تردید بابیوں سے نہ ہوگی۔ بابی مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے یہ رسالہ عجیب ہے ۸ر

اذہاق الباطل :۔ مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام کے سابقہ عقائد جن میں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت و رسالت حقیقی کا اقرار ہے۔ قیمت ۲ر

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ

ہدایات زرّین

تعالےٰ نے مبلغین اسلام و سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے جو مکمل ہدایات فرمائی ہیں۔ وہ اس میں درج کی گئی ہیں۔ ہر ایک احمدی کو جو شوق تبلیغ رکھتا ہے۔ اس ہدایت نامہ کا ہر وقت اپنی جیب میں رکھنا ضروری ہے۔ اور اس کے مطابق تبلیغ کرنے سے کبھی ناکامیابی نہیں ہوگی۔ حضور کی خواہش ہے کہ ہر ایک احمدی فوائد اسپر عمل کرے۔ قیمت ۱۰ر

تصدیق کلام ربانی آریوں نے ایک رسالہ نہایت گندہ "مسلمانی کے بانی کی کہانی" نام سے آنحضرت صلعم کی شان میں گستاخانہ لکھا تھا۔ اس کا نہایت قابل دید اور لائق تشفی یہ جواب ہے۔ جس میں بڑے بڑے فلاسفر اور عیسائی مصنفوں کی قلم سے آنحضرت صلعم کی شان اعلےٰ کا ثبوت نقل کیا گیا ہے۔ اور آریوں کے کل اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے قیمت عہ

تاریپیڈو۔ چھوت چھات کے متعلق یہ وہ رسالہ ہے جس نے پنجاب میں اس قدر مقبولیت حاصل کی۔ کہ اب تیسری دفعہ طبع کرایا گیا ہے۔ ہر مسلمان کے ہاتھ میں یہ رسالہ ہونا ضروری ہے قیمت ۴ر

ویدک توحید کا آئینہ۔ دیکھنے کے قابل ہے ۲ر

ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام قابل دید ہے ۲ر

تنبیہ زباندراز۔ ایک آریہ کی سرزنش و گوشمالی ۱۰ر

پیدائش عالم } دیانندیوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا کا سلسلہ ازل سے چلا آیا ہے۔ اور پیدا شدہ نہیں ہے۔ اس مسئلہ پر یہ لاجواب تصنیف ہے۔ قیمت ۳ر

رسالہ گوشت خوری۔ مضمون نام سے ظاہر ہے ۲ر

دھرمپال کا کچا چٹھا قابل دید ہے۔ قیمت ۱۰۰ر

چشمہ ہدایت } آریوں کے مسئلہ روح و مادہ کی حقیقت اور تناسخ کا رد اور ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت ۵ر

ملنے کا پتہ :۔ منیجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)